ماہ رجب کے فضائل میزان میں

(فضائل شهر رجب في الميزان)

جمع وإعداد

فيصل بن علي البعداني

ترجمة

مشتاق أحمد كريمي

ناشر

دفتر تعاونی برائے دعوت وتوعیۃ الجالیات ربوہ، الریاض

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net

ماہ رجب کے فضائل میزان میں

اللہ تعالی نے اپنی بالغ حکمت کے تحت بعض دنوں، راتوں اور مہینوں کو بعض پر فضیلت دی ہے تاکہ عبادت گزار لوگ نیکی کے کاموں میں جٹ جائیں اور زیادہ سے زیادہ نیک اعمال بجا لائیں، لیکن انس وجن کے شیاطین ان کو صحیح راہ سے روکنے میں لگے ہوئے ہیں اور ان کو اپنا شکار بنانے کے لئے ہر گھات میں بیٹھے ہوئے ہیں تاکہ نیک لوگوں کے اور خیر کے کاموں کے درمیان رکاوٹیں کھڑی کردیں، چنانچہ انہوں نے ایک گروہ کے سامنے یہ بات خوش نما کرکے دکھائی کہ فضل ورحمت کے موسم رحمت کے بجائے کھیل کود اور راحت پسندی کے میدان اور لذات وشہوات کے دنگل ہیں۔ نیز ایک دوسرے گروہ کو جس کی نیک نیتی پر شک نہیں کیا جاسکتا، مگر وہ جہالت کا مارا ہوا ہے، یا جو

دینی ودنیوی چودھراہٹ اور مصلحت کے اسیر ہیں اور اپنی مصلحت اور اپنی ریاستی حیثیت کھوجانے کے خائف ہیں، ان کو موسم خیر وسنت کے برعکس اس موسم بدعت پر اکساتے ہیں جس کی اللہ نے کوئی سند نہیں اتاری۔ حسان بن عطیہ فرماتے ہیں: "کوئی قوم اپنے دین میں بدعت نہیں ایجاد کرتی مگر اللہ تعالی اس سے اس جیسی سنت کو اٹھا لیتا ہے اور قیامت تک اس کو واپس نہیں لوٹاتا"۔ (1)، بلکہ ایوب سختیانی نے تو یہاں تک فرمایا: "بدعتی جتنا زیادہ بدعتی کاموں میں منہمک ہوتا جاتا ہے، اتنا ہی وہ اللہ تعالی سے دور ہوتا چلا جاتا ہے"۔ (2)۔

شاید ان بدعتی موسموں میں سب سے نمایاں وہ بدعات ہیں جو بہت سے ملکوں میں کچھ عباد وزہاد ماہ رجب میں انجام دیتے ہیں، اس لئے میں نے اس مقالہ میں ان لوگوں کے بعض اعمال کو موضوع بحث بنایا ہے اور امت کی خیر خواہی اور نصیحت کے لئے

انھیں شرعی نصوص اور اقوال اہل علم پر پیش کرنے کی سعادت حاصل کی ہے، شاید اس سے کسی قلب کو ہدایت مل جائے، بدعت کی تاریکیوں اور جہالت کی بھول بھلیوں میں بھٹک رہی کوئی آنکھ اور کان کو دیکھنا وسننا نصیب ہو جائے۔

2- کیا ماہ رجب کو دیگر مہینوں پر فضیلت حاصل ہے ؟

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "خود ماہ رجب کی، نہ اس کے روزہ کی، نہ اس کے کسی خاص دن کی اور نہ اس کی کسی خاص رات کی فضیلت میں کوئی ایسی صحیح حدیث آئی ہے جو قابل حجت ہو، مجھ سے قبل یہی بات جزم کے ساتھ امام حافظ اسماعیل ہروی بھی کہہ چکے ہیں، ان کی نیزان کے علاوہ دوسروں کی اس بات کی صحیح سند سے ہم نے روایت کی ہے" ۔ (3)

حافظ موصوف مزید فرماتے ہیں: "رہی وہ احادیث جو ماہ رجب کی فضیلت کے سلسلہ میں ہیں، یا اس کے روزوں کی، یا اس کے چند دن کی فضیلت کے بارے میں صراحت کے ساتھ آئی ہیں، تو اس کی دو قسمیں ہیں: ضعیف اور موضوع، ہم ضعیف حدیثوں کو بیان کریں گے اور موضوع احادیث کی طرف واضح اشارہ بھی کریں گے" (4)، پھر موصوف نے ان احادیث کو بیان کیا۔

صلاۃ الرغائب

اولا: صلاۃ الرغائب کا طریقہ

اس نماز کی کیفیت انس رضی اللہ عنہ کی ایک موضوع حدیث میں اس طرح بیان ہوئی ہے: "جو شخص ماہ رجب کی پہلی جمعرات کو روزہ رکھے اور جمعہ کی رات عشاء اور تاریکی ہونے کے درمیان بارہ رکعت نماز پڑھے، ہر رکعت میں سورہ الفاتحہ ایک مرتبہ اور (انا انزلناہ فی لیلۃ القدر) تین مرتبہ اور (قل ھو اللہ احد) بارہ

مرتبہ اور ہر دو رکعت میں سلام پھیرے۔ پھر جب نماز سے فارغ
ہوجائے تو مجھ پر ستر مرتبہ درود بھیجے، پھر دو سجدے کرے پہلے
سجدے میں ستر مرتبہ (سبوح قدوس رب الملائکۃ والروح) پڑھے،
پھر سجدے سے سر اٹھائے اور ستر مرتبہ (رب اغفر وارحم وتجاوز عما
تعلم، انک انت العزیز الاعظم) کہے پھر دوسرا سجدہ کرے اور اس
میں بھی یہی دعا پڑھے، پھر اللہ تعالی سے اپنی حاجت کا سوال
کرے، تو اللہ تعالی اس کی حاجت پوری فرمائے گا۔ اس ذات کی
قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! جو بندہ یا بندی اس نماز کو
پڑھے اللہ اس کے تمام گناہوں کو معاف کردے گا خواہ اس کے
گناہ سمندر کے جھاگ، ریت کے ذرات، پہاڑوں کے وزن اور
درختوں کے اوراق کے برابر ہوں، نیز قیامت کے دن وہ اپنے
خانوادے سے ستر جہنم واجب لوگوں کی شفاعت کرے گا"۔

ثانیا: صلاۃ الرغائب کے سلسلہ میں اہل علم کے اقوال

علامہ نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "یہ نماز نہایت قبیح ومنکر بدعت ہے اور کئی منکرات کو شامل ہے، لہذا اس کے ترک، اعراض اور پڑھنے والے پر نکیر ثابت ہوجاتا ہے"۔ (6)۔

علامہ ابن النحاس رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "یہ بدعت ہے اور اس سلسلہ میں وارد حدیث باتفاق محدثین موضوع ہے"۔ (7)۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "جہاں تک صلاۃ الرغائب کا تعلق ہے تو اس کی کوئی اصل نہیں بلکہ بدعت ہے۔ لہذا اسے نہ تن تنہا پڑھنا مستحب ہے نہ باجماعت، کیونکہ صحیح مسلم کی حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جمعہ کی رات کو تہجد کے لئے اور دن کو روزہ کے لئے خاص کرنے سے منع فرمایا

ہے، صلاۃ الرغائب کے سلسلہ میں جو حدیث بیان کی جاتی ہے وہ باتفاق علماء جھوٹی اور موضوع ہے، کسی ایک بھی سلف اور امام سے اس کا ذکر تک منقول نہیں ہے"۔ (8)۔

علامہ طرطوشی رحمہ اللہ نے تو اس کے ایجاد کی ابتدا اس طرح بیان کی ہے: "مجھ کو ابو محمد مقدسی نے خبر دی، انہوں نے کہا: "ہمارے یہاں بیت المقدس میں صلاۃ الرغائب کا وجود نہیں تھا جو رجب وشعبان میں پڑھی جاتی ہے، یہ نماز ہمارے یہاں 448 ھ میں اس طرح ایجاد کی گئی کہ ابن ابی الحمراء نام کا ایک شخص نابلس سے بیت المقدس آیا، وہ نہایت اچھا قرآن پڑھتا تھا، اس نے مسجد اقصی میں شعبان کی پندرہویں رات کو نماز پڑھی ۔۔۔۔۔ علامہ موصوف نے آگے فرمایا: "اور جہاں تک رجب کی نماز ہے تو یہ ہمارے یہاں بیت المقدس میں 480 ھ کے بعد ہی شروع کی

گئی، اس سے پہلے ہم نے اسے نہ کسی کو پڑھتے دیکھا نہ ہی کسی سے سنا تھا"۔ (19)۔

علامہ ابن الجوزی، حافظ ابوالخطاب، اور ابو شامہ نے اس نماز کے سلسلہ میں وارد حدیث کے موضوع ہونے کا حکم لگایا ہے، (20) جبکہ علامہ ابن الحاج (21) اور ابن رجب نے اس نماز کو بدعت قرار دیا ہے، نیز حافظ ابن رجب نے ابو اسمعیل انصاری، ابو بکر سمعانی، ابوالفضل بن ناصر (22) اور کئی دوسروں سے بھی اس کے بدعت ہونے کی بات نقل کی ہے۔ (23)۔

ثالثاً عوام کا دل رکھنے کے لئے صلاۃ الرغائب پڑھنا

علامہ ابو شامہ نے فرمایا: مجھ سے چند اماموں نے بیان کیا کہ وہ صلاۃ الرغائب صرف اس لئے پڑھتے ہیں تاکہ عوام کے قلوب کی دل جمعی کریں تاکہ وہ مسجد کو پکڑیں رہیں، نہ پڑھنے کی صورت میں خطرہ ہے کہ کہیں وہ لوگ چھٹک نہ جائیں! اس بیان میں ایک خرابی

توان کا بلا صحیح نیت کے نماز پڑھانا ہے، دوسرا اللہ تعالی کے حضور
کھڑے ہونے کی توہین وناقدری، اس بدعت میں اگر دیگر خرابیاں
نہ ہوتیں تب بھی اتنا کافی تھا اور جو شخص بھی اس نماز پر ایمان
رکھے گا یا اچھا سمجھے گا وہ اس بدعت کی ترویج میں معاون بنے گا،
عقیدہ کے سلسلہ میں اپنے عوام کو فریب دے گا اور جس کی بنا پر
وہ شریعت پر جھوٹ بولنے میں ان کے شریک کار ہوں گے۔
اگر ان عوام کی آنکھیں کھول دی جائیں اور سال بسال انہیں اس
کی حقیقت معلوم کرادیا جاتا رہے تو وہ اس نماز کو سرے سے پڑھنا
چھوڑ دیں گے اور اسے جڑ سے اکھاڑ پھینکیں گے اور باطل قراردیں
گے، لیکن ایسا کرنے سے بدعت کے شائقین اور اس کی آبیاری
کرنے والوں کا قبضہ ختم ہوجائے گا، سرداری واقتدار کے زوال کا
یہی خوف ہی اہل کتاب کے چودھریوں کو اسلام قبول کرنے سے
مانع رہا اور انہی کے سلسلہ میں یہ آیت نازل ہوئی: ((فویل للذین

یکتبون الکتاب بایدیھم ثم یقولون ھذا من عند اللہ لیشتروا بہ ثمنا قلیلا، فویل لھم مما کتبت ایدیھم وویل لھم مما یکسبون)) (البقرۃ 79

(24)۔

"ان لوگوں کے لئے ویل ہے جو اپنے ہاتھوں کی لکھی ہوئی کتاب کو اللہ تعالی کی طرف کی کہتے ہیں اور اس طرح دنیا کماتے ہیں، ان کے ہاتھوں کی لکھائی کو اور ان کی کمائی کو ویل (ہلاکت) اور افسوس ہے"۔

اسراء ومعراج

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عظیم معجزات میں آپ کو راتوں رات مسجد حرام سے مسجد اقصی کی سیر کرانا اور پھر وہاں سے ساتوں آسمان اور اس سے بھی اوپر معراج کرایا جانا ہے۔ بعض ملکوں میں اسی اسراء ومعراج کی یادگار کے طور پر ستائیں رجب کی رات کو جشن منایا جاتا ہے، جبکہ اس رات میں معراج ہونا صحیح

نہیں ہے، حافظ ابن حجر ابن دحیہ سے نقل فرماتے ہیں کہ8 "بعض قصہ گو لوگوں نے یہ6یان کیا ہے کہ معراج ماہ رجب میں پیش آئی تھی، انہوں نے فرمایا کہ یہ کذب ہے۔ (25) ۔ علامہ ابن رجب رحمہ اللہ فرماتے ہیں8 "معراج والی رواۃت قاسم بن محمد سے ایسی سند سے مروی ہے جو صحیح نہیں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ستائیس رجب کو معراج ہوئی تھی ۔ ابراہیم حربی وغیرہ نے اس بات کا انکار کیا ہے"۔ (26) ۔

علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں8 "معراج کے مہینہ ، عشرہ اور دن کے بارے میں کوئی قطعی دلیل ثاۃت نہیں ہے، بلکہ اس سلسلہ میں نقول منقطع ومتضاد ہیں جن سے کسی تارۃخ کی قطعیت ثاۃت نہیں ہوسکتی"۔ (27) ۔

مزید براں اگر اسراء ومعراج کے رات کی تعیین بھی ثاۃت ہوجائے6ب بھی کسی شخص کے لئے یہ جائز نہیں کہ اس رات کو

کسی عمل کے لئے خاص کرلے، کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسا کوئی عمل ثابت ہے نہ آپ کے کسی صحابی سے اور نہ کسی تابعی سے کہ انہوں نے معراج کی رات کی دوسری راتوں کے مقابلہ میں کوئی خصوصیت ثابت کی ہو، چہ جائیکہ اس کی یاد میں کسی قسم کا جشن مناتے ہوں، اس کے ساتھ ساتھ اس رات کو محفل قائم کرنے میں کئی طرح کی بدعات و منکرات پائے جاتے ہیں۔ (8)۔

ماہ رجب میں جانور ذبح کرنا

ماہ رجب میں اللہ کی رضا کے لئے مطلقا جانور ذبح کرنا دیگر مہینوں کی طرح منع نہیں ہے، لیکن اہل جاہلیت اس ماہ میں ایک "عتیرہ" نام کا ذبیحہ ذبح کرتے تھے۔ اہل علم نے اس ذبیحہ کے حکم کے سلسلہ میں اختلاف کیا ہے، چنانچہ علماء کی اکثریت اس بات کی طرف گئی ہے کہ اسلام نے اسے باطل قراردے دیا ہے، ان کا

استدلال بخاری و مسلم کی ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی اس حدیث سے ہے کہ8 ((لا فرع ولا عتيرة)) "نہ فرع جائز ہے نہ عتیرہ درست" ۔(۲۹)۔

جبکہ ابن سیرین اور بعض دیگر اہل علم اس طرف گئے ہیں کہ "عتیرہ" مستحب ہے، ان کا استدلال ان احادیث سے ہے جو اس کے جواز پر دال ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ابوہریرہ کی حدیث ان احادیث سے زیادہ صحیح اور زیادہ پایہ ثبوت کو پہنچی ہوئی ہیں، لہذا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث پر عمل مقدم ہوگا، بلکہ علامہ ابن منذر نے تو اسے منسوخ قرار دیا ہے، کیونکہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بہت بعد میں مسلمان ہوئے اور جواز والی حدیث ابتدائے اسلام کی ہیں، پھر بعد میں یہ منسوخ ہوگئی، اوریہی راجح قول ہے۔ (20)

۔

حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں8 "اسلام میں عتیرہ نہیں ہے، یہ تو جاہلیت کی بات تھی کہ آدمی روزہ رکھتا تھا اور عتیرہ بھی قربان کرتا تھا" ۔ (22) ۔

علامہ ابن رجب رحمہ اللہ فرماتے ہیں8 ماہ رجب میں ذبح کے مشابہ یہ بھی ہے کہ اسے خاص موسم اور عید6نالیا جائے، مثلا اس ماہ میں حلوی وغیرہ اور دیگر مخصوص کھانے کا اہتمام کرنا وغیرہ، عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ وہ ماہ رجب کو عید6نا لینا مکروہ جانتے تھے ۔ (22) ۔

ماہ رجب کو روزہ یا اعتکاف کے لئے خاص کرنا

علامہ ابن رجب رحمہ اللہ فرماتے ہیں8 "جہاں تک ماہ رجب میں روزوں کا تعلق ہے تو خاص کر اس کے روزوں کی فضیلت کے سلسلہ میں نہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ ثابت ہے اور نہ آپ کے صحابہ کرام سے" ۔ (23) ۔

علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں8 "جہاں تک خصوصیت کے ساتھ ماہ رجب کے روزوں کا تعلق ہے تو اس کی تمام احادیث ضعیف بلکہ موضوع ہیں، ان میں سے کسی پر بھی اہل علم اعتماد نہیں کرتے اور یہ ان ضعیف احادیث میں سے بھی نہیں ہیں جو فضائل میں روایت کی جاتی ہیں، بلکہ تمام کے تمام جھوٹی اور موضوع ہیں 00000 امام ابن ماجہ نے اپنی سنن میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ماہ رجب کے روزے سے منع فرمایا، اس کی سند میں کلام ہے، جبکہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے صحیح طور سے ثابت ہے کہ وہ لوگوں کے ہاتھوں کو ڈنڑے سے مارتے تھے تاکہ وہ ماہ رجب میں اپنے ہاتھوں کو کھانوں میں ڈال دیں اور آپ فرمایا کرتے تھے کہ ماہ رجب کو رمضان کے مشابہ نہ بناؤ۔ جہاں تک روزوں کو رجب، شعبان اور رمضان تین مہینوں

کے اعتکاف کے ساتھ خاص کرنے کی بات ہے تو اس سلسلہ میں مجھے کسی بات کا علم نہیں، البتہ جو مسلمان مشرؤع رؤزہ رکھے اؤر ان رؤزؤں کے ساتھ اعتکاف کرنا چاہے تو بلا شک یہ جائز ہے اؤر اگر بلا رؤزہ کے اعتکاف کرنا چاہے تو اس سلسلہ میں اہل علم کے دؤ مشہور قول ہیں۔ (24)۔

ماہ رجب کے خصوصی رؤزہ کی فضیلت کے سلسلہ میں کچھ ؤارد نہ ہونے کا مطلب ہرگز یہ نہیں ہے کہ ماہ رجب میں کوئی نفل رؤزہ نہیں ہے، بلکہ جن رؤزؤں کے بارے میں عام نصوص ؤارد ہوئے ہیں جیسے پیر اؤر جمعرات کے رؤزے نیز ہر ماہ کے تین رؤزے اؤر صوم داؤد یعنی ایک دن رؤزہ رکھنا اؤر ایک دن ترک کرنا تو یہ سب جائز ہیں، اؤر جیسا کہ علامہ طرطوشی نے ذکر کیا ہے مکرؤہ صرف رجب کا ؤہ رؤزہ ہے جس میں درج ذیل تین صورتوں میں سے کوئی ایک صورت پائی جائے:

2۔ جب مسلمان ماہ رجب کو ہر سال عوام اور شریعت سے ناواقف لوگوں کی رغبت کے مطابق خاص موسم بنالے اور اس کے روزے مثل رمضان فرض ہونا سمجھا جانے لگے۔

2۔ لوگوں کا یہ اعتقاد بن جائے کہ رجب کا روزہ ایک ثابت سنت ہے جسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سنن راتبہ کی طرح روزے کے ساتھ خاص کیا ہے۔

3۔ یہ اعتقاد بنالیا جائے کہ رجب کے روزے کو دیگر مہینوں کے روزوں کے مقابلہ میں خاص فضیلت حاصل ہے، اور یہ بھی عاشوراء کے روزے اور آخری رات کی تہجد کی فضیلت کے ہم درجہ ہے، لہذا یہ فضائل کے باب سے ہے نہ کہ سنن وفرائض کے باب سے۔ اگر یہ بات ہوتی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اسے ضرور بیان کرتے، یا زندگی میں کم از کم ایک مرتبہ ضرور

عمل کرتے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا نہیں کیا تو ماہ رجب کا کسی مخصوص فضیلت کے ساتھ خاص ہونا باطل ٹھہرا۔

ماہ رجب میں عمرہ کی ادائیگی

کچھ لوگ ماہ رجب میں عمرہ کرنے کے بڑے حریص ہوتے ہیں، ان کا یہ اعتقاد ہے کہ ماہ رجب میں عمرہ کو خاص فضیلت وخصوصیت حاصل ہے۔ یہ بے بنیاد وبے اصل بات ہے، امام بخاری رحمہ اللہ نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ انہوں نے فرمایا: "نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے چار عمرے ادا کئے جن میں ایک ماہ رجب کا عمرہ تھا"۔ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اس کے رد میں فرماتی ہیں: "اللہ تعالی ابو عبدالرحمن پر رحم کرے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو بھی عمرہ ادا کیا ہے میں

آپ کے ساتھ تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رجب میں کوئی عمرہ ادا نہیں کیا ہے"۔ (26)۔

علامہ ابن العطار نے فرمایا: "مجھے اہل مکہ کے بارے میں یہ معلوم ہوا ہے کہ وہ لوگ کثرت سے ماہ رجب میں عمرہ ادا کرتے ہیں، جس کی میرے علم میں کوئی اصل وبنیاد نہیں ہے"۔ (27)

علامہ ابن باز رحمہ اللہ (28) تصریح فرماتے ہیں: "افضل مہینہ جس میں عمرہ ادا کیا جائے ماہ رمضان ہے، کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "عمرۃ فی رمضان تعدل حجۃ" "ماہ رمضان میں عمرہ کی ادائیگی ثواب میں حج کے برابر ہے"۔ اس کے بعد ماہ ذوالقعدہ میں عمرہ افضل ہے، کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام عمرے اسی ماہ میں ادا کئے گئے تھے، جبکہ اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا: ((لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ))

(الا حزاب 21) "تمہارے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات میں بہترین نمونہ ہے" ۔

ماہ رجب میں زکوۃ کی ادائیگی

بعض ملکوں میں لوگوں نے اپنا یہ شیوہ بنا لیا ہے کہ وہ خصوصیت کے ساتھ ماہ رجب میں زکوۃ نکالتے ہیں، اس سلسلہ میں علامہ ابن رجب فرماتے ہیں: "سنت میں اس کی کوئی اصل نہیں ہے اور نہ ہی کسی سلف سے یہ معروف ہے ... بہرحال زکوۃ واجب ہوتی ہے جب مال نصاب پر ایک سال مکمل ہوجائے، لہذا ہر شخص کا اس کے مالک نصاب ہونے کے دن سے سال پورا ہوتا ہے، اس لئے جب اس کا سال پورا ہوجائے تو زکوۃ ادا کرنا واجب ہے خواہ مہینہ کوئی بھی ہو، پھر موصوف نے وقت سے پہلے زکوۃ ادا کرنے کے جواز پر روشنی ڈالی تاکہ فضیلت والے زمانہ کو

حاصل کر سکے، یا اس شخص کو زکوۃ دینے کا موقع مل سکے جس سے
بڑھ کر ضرورت مند سال کے مکمل ہونے کے وقت دوسرا نہ مل
سکے"۔ (29) ۔

علامہ ابن عطار فرماتے ہیں8 "اس دور میں لوگ جو ماہ
رجب میں اپنی زکوۃ نکالتے ہیں دوسرے مہینوں کو چھوڑ کر تو اس کی
کوئی اصل نہیں ہے، بلکہ شارع کا یہ حکم ہے کہ سال پورا ہونے پر
مال کی زکوۃ نکالنا واجب ہے خواہ رجب کا مہینہ ہو یا کوئی دوسرا۔
(30) ۔

ماہ رجب میں کوئی بڑا واقعہ نہیں ہوا

علامہ ابن رجب فرماتے ہیں8 "چند روایات میں آیا ہے کہ
ماہ رجب میں بڑے حادثات واقع ہوئے ہیں، جبکہ ان میں سے
ایک بھی صحیح نہیں ہے، مثلا یہ مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ
علیہ وسلم رجب کی پہلی رات کو پیدا ہوئے اور آپ کو ستائیس رجب

کونبی بنایا گیا، یہ بھی کہا گیا ہے کہ ستائیس رجب کونبی بنایا گیا، جبکہ ان میں سے کچھ بھی صحیح طور سے ثابت نہیں ooo"۔ (32)

بعض داعیوں کے ساتھ ایک وقفہ تامل

آج کل بعض داعی بدعت رجب جیسی مختلف قسم کی موسمی بدعات کا ارتکاب کرتے ہیں جبکہ وہ ان کی غیر مشروعیت اور ناجائز ہونے کے قائل ہیں، اپنے اس کے لئے وہ یہ دلیل دیتے ہیں کہ اگر لوگ اپنے بدعتی کاموں کو ترک کردیں گے تو ان کے عبادت کے کاموں کوچھوڑ کر دیگر ناجائز کاموں میں مشغول ہوجانے کا خطرہ بڑھ جاتا ہے، حالانکہ بدعت شرک کے بعد سب سے بڑا اور خطرناک گناہ ہے، مگر یہ دعوت کا نہایت ہی خطرناک رجحان ہے اور اصلاح کا بہت ہی بڑا نقصان دہ طریقہ، نیز سب سے بڑی بات یہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ کے مخالف ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ لوگوں کو اس خالص

سنت کی طرف بلایا جائے جس کے بغیر اصلاح نہیں ہو سکتی، امام ثوری فرماتے ہیں: "فقہاء کہتے ہیں: "قول عمل کے بغیر درست نہیں ہو سکتا، اور قول وعمل نیت کے بغیر صحیح نہیں ہو سکتے، اور قول، عمل اور نیت سنت کی مطابقت کے بغیر درست نہیں ہو سکتی"۔(32)۔

ان لوگوں پر یہ فرض تھا کہ وہ سنت کی تعلیم لیتے اور دوسروں کو تعلیم دیتے اور خود کو اور گردوپیش کے لوگوں کو اس پر عمل کی دعوت دیتے، کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: ((من عمل عملا لیس علیہ امرنا فھورد)) "جو شخص ایسا عمل کرے جس پر ہمارا حکم نہیں ہے وہ مردود ہے"۔ اور ابو العالیہ رحمہ اللہ نے کتنی اچھی بات کہی ہے، انہوں نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا: "اسلام کی تعلیم لو اور جب اس کی تعلیم لے لو تو اس کو چھوڑ کر دوسری طرف رغبت نہ کرو، تم پر صراط مستقیم پر چلنا واجب ہے،

کیونکہ اسلام ہی صراط مستقیم ہے اور صراط مستقیم سے ذرہ برابر
دائیں بائیں نہ ہٹو، اور تم پر اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت
پر عمل فرض ہے اور تم ان خواہشات سے اجتناب کرو جو لوگوں
میں بغض وعداوت پیدا کرتی ہیں" ۔ (33) ۔

ان سے پہلے حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "اے قاریوں
کی جماعت! راہ راست پر قائم رہو، تم سبقت لے جانے میں
بہت دور جا چکے ہو، اگر تم نے دائیں بائیں کا راستہ پکڑلیا تو تم
بہت دور کی گمراہی میں جا پڑو گے" ۔ (34) ۔

اخیر میں آج داعیوں اور ان کے ساتھ تمام امت مسلمہ سے
یہ مطلوب ہے کہ تمام حالات میں مکمل طور پر نبی کریم صلی اللہ
علیہ وسلم کی خالص اتباع کریں جیسے ان تمام سے یہ مطالبہ ہے کہ
وہ خالص اللہ تعالی کی عبادت کریں، اگر وہ اپنی نجات اور دین کی مدد
وعزت اور غلبہ چاہتے ہیں ، ارشاد ربانی ہے: ((فمن کان یرجو لقاء

ربہ فلیعمل عملا صالحا ولا یشرك بعبادة ربہ احدا)) (الکہف:110) "تو جسے بھی اپنے پروردگار سے ملنے کی آرزو ہو اسے چاہیئے کہ نیک اعمال کرے اور اپنے پروردگار کی عبادت میں کسی کو بھی شریک نہ کرے" ۔ نیز ارشاد الٰہی ہے:((ولینصرن اللہ من ینصرہ، ان اللہ لقوی عزیز)) (الحج:40) "جو اللہ کی مدد کرے گا اللہ بھی ضرور اس کی مدد کرے گا، بے شک اللہ تعالی بڑی قوتوں والا بڑے غلبے والا ہے" ۔

اللہ تعالی تمام مسلمانوں کو خیر و نیکی کے کاموں کی توفیق دے، وہی سیدھی راہ کی ہدایت دینے والا ہے ۔

حواشی

(2) الحلیۃ 68/73 ۔ (2) الحلیۃ 38/9 ۔ (3) تبیین العجب فیما ورد فی فضل رجب لابن حجر، ص6، دیکھئے السنن والمبتدعات للشقیری، ص225 ۔ (4) تبیین العجب فیما ورد فی فضل رجب لابن حجر، ص8 ۔ (5) احیاء العلوم للغزالی 2/202، تبیین العجب فیما ورد فی فضل رجب لابن حجر، ص 22-24 ۔ (6) فتاوی امام نووی ص 57 ۔ (7) تنبیہ الغافلین ص 496 ۔ (8) فتاوی ابن تیمیہ 23/132، 134، 135 ۔ (9) الحوادث والبدع، ص 103 ۔ (10) الباعث علی انکار البدع والحوادث، ص62-62 ۔ (22) المدخل 2/222 ۔ (22) لطائف المعارف، تحقیق الاستاذ یس السواس، ص228 ۔ (23) مقدمۃ مساجلۃ العز بن عبد السلام وابن الصلاح، ص 7-8 ۔ (24) الباعث علی انکار البدع والحوادث، ص 205 ۔ (25) تبیین العجب، ص 6 ۔ (26) زاد المعاد لابن القیم 2/275، علامہ ابن حجر نے فتح الباری، 7/242-243 میں معراج کے وقت کے بارے

اختلاف ذکر کیا ہے اور واضح کیا ہے کہ ایک قول یہ ہے کہ معراج ماہ رجب میں ہوئی تھی، دوسرا قول یہ ہے کہ ماہ ربیع الاول میں اور تیسرا قول یہ کہ ماہ رمضان یا شوال میں ہوئی تھی، صحیح بات وہی ہے جو علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے6یان کی ہے ۔ (27) لطائف المعارف، لابن رجب، ص233 ۔ (28) ان منکرات میں سے بعض کو ابن النحاس نے6تنبیہ الغافلین، ص497 میں، اور ابن الحاج نے المدخل 2/222-222 میں، اور علی محفوظ نے الابداع، ص272 میں ذکر کیا ہے ۔ (29) بخاری، حدیث نمبر8 54738، مسلم8 2768 ۔ (20) دیکھیے8 ر طائف المعارف، ص 227، الاعتبار فی الناسخ والمنسوخ من الآثار للحازمی، ص388-390 ۔ (22،22) لطائف المعارف، ص 227 ۔ (23) لطائف المعارف، ص228 ۔ (24) فتاوی، 25/290-292 ۔ (25) البدع والحوادث، ص220-222 ۔ (26) صحیح البخاری8 2768 ۔ (27) المساجلة بین العزبن عبد السلام وابن الصلاح، ص56، دیکھیے8 فتاوی شیخ محمد بن ابراہیم، 6/232 ۔ (28) دیکھیے8 فتاوی اسلامیہ ترتیب محمد المسند، 2/ 303-304 ۔ (29) لطائف المعارف، ص232-232 ۔ (30) المساجلة بین العزبن عبد السلام وابن الصلاح، ص 55 ۔ (32) لطائف المعارف، ص 233 ۔ (32) الابانة الکبری، لابن بطة 2/ 333 ۔ (33) الابانة

الکبری، لابن بطۃ 2/338 ۔ (34) البدع والنھی عنھا، لابن وضاح، ص 20-22
بحوالہ مجلۃ البیان ۔

فہرست مضامین

نمبر	مضامین کتاب	صفحہ
2	مقدمہ مولف	3
2	کیا ماہ رجب کو دیگر مہینوں پر فضیلت ہے ؟	5
3	أولاً صلاۃ الرغائب کا طریقہ	6
4	ثانیاً صلاۃ الرغائب کے سلسلہ میں اہل علم کے اقوال	8

5	صلاۃ الرغائب کی ابتدا کب اور کیسے ہوئی ؟	9
6	عوام کا دل رکھنے کے لئے صلاۃ الرغائب پڑھنا	10
7	اسراء ومعراج کس ماہ میں ہوئی ؟	12
8	ماہ رجب میں جانور ذبح کرنا	14
9	ماہ رجب کو روزہ یا اعتکاف کے لئے خاص کرنا	16
10	ماہ رجب میں روزہ رکھنا تین صورتوں میں حرام ہے	18
11	ماہ رجب میں عمرہ کی ادائیگی	20
12	ماہ رجب میں زکوۃ کی ادائیگی	22
13	ماہ رجب میں کوئی بڑا واقعہ نہیں ہوا	23
14	ماہ رجب میں جشن منانے والے داعیوں کے ساتھ ایک وقفہ تامل	24

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net

25	خاتمہ بحث	26
26	حوالہ جاث ؤحواشی	28
27	فہرست مضامین	30

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net